سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۹۶

طلوعِ آفتابِ اُمید

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلۂ مواعظِ حسنہ نمبر ۹۶

طلوعِ آفتابِ اُمید

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

—— حسبِ ہدایت و ارشاد ——

حکیم الامت حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

ذی المجد والکرم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا دامت برکاتہم کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : طلوعِ آفتابِ اُمید
واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ۱۸؍ شوال المکرم ۱۴۱۱ھ مطابق ۳؍ مئی ۱۹۹۱ء جمعۃ المبارک
مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ اشاعت : ۲؍ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱؍ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات
زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

اللہ کی رحمت سے مایوسی کفر ہے ٦
گناہوں سے معافی مانگنے کا طریقہ ٦
داڑھی رکھنے میں دیر نہ کریں ٨
عالمگیر بادشاہ کا ایک قصہ ١١
داڑھی والے اپنی داڑھی کی لاج رکھیں ١٣
اللہ کی رحمت سب گناہوں کو دھو ڈالتی ہے ١٣
شہوت کی آگ نورِ خدا ہی سے بجھتی ہے ١۴
ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچادیتا ہے ١۵
عشقِ مجازی کے ساتھ عشقِ الٰہی کا حصول محال ہے ١۵
دِلوں کے قفل کی کنجی اللہ کا ذکر ہے ١٦
غیر اللہ سے دوری اللہ تعالیٰ کی حضوری کا سبب ہے ١٧
توبہ کے دریا میں نہانے کے بعد انسان پاک ہو جاتا ہے ١٧
اولیاء اللہ کس طرح بنتے ہیں؟ ١٨
حضرت بھیکا شاہ کے جذب کا واقعہ ١٩
لوگوں کی تعداد سے مرعوب نہیں ہو نا چاہیے ٢١
قیامت کے دن ہماری قیمت کیسے لگے گی؟ ٢٢
حیاتِ تقویٰ سے ہی بہارِ حیات ملتی ہے ٢٣
اللہ کی نا فرمانیوں والے اعمال سے بچنا فرض ہے ٢۴
وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ حصولِ نسبت کا نسخہ ہے ٢۵
تقاضائے گناہ کو دبانے سے خوشبوئے محبتِ الٰہیہ پیدا ہو تی ہے ٢٦
گلشنِ دل میں بہار کب آتی ہے؟ ٢٧

طلوعِ آفتابِ اُمید

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ
یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ٘
یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ؕ
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۴﴾ [1]

اس وقت ایک انتہائی اہم مضمون بیان کرنے کا ارادہ ہے لیکن اس مضمون سے پہلے ایک اور ضروری بات بیان کرنی ہے تاکہ انسان جلد سے جلد اللہ والا بن سکے اور اللہ تعالیٰ کو سکونِ قلب سے یاد کرسکے۔ کیوں کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا شروع کرتا ہے تو شیطان اس کے پاس پہنچ جاتا ہے اور وسوسے ڈالتا ہے، مختلف قسم کی مصیبتوں، پریشانیوں اور مستقبل کے اندیشے دل میں ڈالتا ہے۔ حال، مستقبل اور بعضوں کو ماضی کے گناہوں کے بارے میں بھی پریشان کرتا ہے کہ تم نے اتنے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں، تمہارا کیا منہ ہے کہ تم اللہ والے بن جاؤ گے۔ شیطان کا کام مایوس کرنا ہے، جو اللہ والا بننا چاہتا ہے شیطان کئی طریقے سے اس شخص پر حملہ کرتا ہے۔ نمبر ایک اس کے ماضی کو یاد دلاتا ہے کہ تمہارا ماضی بہت تاریک، بہت بھیانک ہے، اتنی نافرمانیوں اور گناہوں کے سیاہ بادلوں میں تمہیں اللہ تک جانے کا راستہ کہاں سے ملے گا۔ اس لیے پہلے اس مایوسی کو دور کرنے کی بات عرض کرتا ہوں۔

---

[1] المآئدۃ:۵۴

اللہ کی رحمت سے مایوسی کفر ہے

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مٹھی بھر بارود پہاڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے، سیمنٹ فیکٹری والے سیمنٹ میں استعمال ہونے والے ایک خاص میٹیریل یعنی جز کو حاصل کرنے کے لیے پہاڑوں میں دس تولہ بارود رکھ کر انہیں دھماکے سے اُڑا دیتے ہیں پھر اس سے سیمنٹ بناتے ہیں۔ تو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تھوڑا سا بارود پہاڑوں کو اُڑا سکتا ہے، تو کیا اللہ کی رحمت میں یہ اثر نہیں ہوگا کہ وہ تھوڑی سی رحمت کی توجہ سے ہمارے گناہوں کے پہاڑوں کو اُڑا دیں؟ اس لیے مایوسی کفر ہے۔ اللہ کی ذات سے کبھی نااُمید نہ ہونا چاہیے، کیوں کہ ہمارے گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں مگر محدود ہیں، اور ہمارا پالا اس مالک سے ہے جس کی رحمت غیر محدود ہے تو غیر محدود رحمت والے مالک اور مولیٰ سے جس کا پالا ہو اسے شکر گزاری کرنی چاہیے کہ ہمارا مولیٰ، ہمارا اللہ غیر محدود رحمت والا ہے لہٰذا ایک دفعہ دو رکعات صلوٰۃِ توبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ کہہ دو کہ یا اللہ! جب سے بالغ ہوا ہوں، جب سے ہم پر شریعت فرض ہوئی اور گناہ سے بچنا فرض ہوا اس وقت سے لے کر آج تک ہم سے جتنے گناہ ہوئے ہیں اُن سب کو معاف فرمادیجیے۔ اب بالغ ہونے کی دو علامات بیان کرتا ہوں:

نمبر ایک عموماً پندرہ سال کی عمر میں انسان بالغ ہوجاتا ہے۔ نمبر دو اگر پندرہ سال سے پہلے ہی کسی کو غسل کی ضرورت پیش آجائے یعنی احتلام ہوجائے تو پہلے ہی احتلام سے وہ بالغ ہوجائے گا۔ چناں چہ ہمارے ایک دوست تھے وہ کہتے تھے کہ ہم تیرہ سال میں بالغ ہوگئے۔ جن کی غذا اچھی ہو، خرگوش کھاتے ہوں، تیتر کھاتے ہوں، شکار کھیلتے ہوں تو وہ پندرہ سال کی عمر سے پہلے بھی بالغ ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ یا اللہ! جب سے ہم بالغ ہوئے ہیں، ہمارے تمام گناہوں کو اپنی رحمت سے معاف کردیجیے۔ اب بار بار گناہوں کو یاد کرنا نادانی ہے ورنہ شیطان تمہیں گناہوں کی یاد میں لگا کر اللہ تعالیٰ کی یاد سے چھڑا دے گا۔

گناہوں سے معافی مانگنے کا طریقہ

آپ بتلائیے کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں یا گناہوں کو

یاد کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں لٰہذا توبہ کرنے کے بعد اب گناہوں کو یاد کرنا سخت نادانی ہے۔ بس دو رکعات صلوٰۃِ توبہ پڑھ کر اللہ سے استغفار کرلیا اور چاہے تو روزانہ دو رکعات صلوٰۃِ توبہ پڑھ لے، عشاء کے فرض اور دو سنت پڑھ کر وتر سے پہلے دو رکعات صلوٰۃِ توبہ اور صلوٰۃِ حاجت کی نیت سے پڑھ لیں، صلوٰۃِ توبہ کی نیت سے تو ساری زندگی کے گناہوں سے معافی مانگ لی اور حاجت کی نیت سے اللہ سے اپنی تمام جائز حاجتیں مانگ لیں، اللہ سے اللہ پاک کی محبت بھی مانگ لی، اصلاحِ نفس کی توفیق بھی مانگ لی اور گناہ چھوڑنے کی توفیق بھی مانگ لی، اس سے بڑی حاجت کیا ہے کہ بندہ خود کو سنوارنے کے لیے، اللہ پاک کو راضی کرنے کے لیے رو رو کر کہتا ہے کہ اے خدا! مجھے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیے، مجھے زہر کھانے سے بچا، اپنے غضب اور قہر اور ناراضگی کے اعمال سے ہم کو سخت عدم مناسبت، شدید کراہت، نفرت اور تکوینی حفاظت مقدر فرما۔

اسی طرح خدا تعالیٰ سے اپنی جسمانی تندرستی، صحت اور مشکلات کے خاتمے کی دعا بھی کرلیجیے۔ صلوٰۃِ حاجت کے بعد ایک دعا پڑھنا سنت ہے، بعض لوگوں کو یہ دعا یاد نہیں ہے، میرا ایک رسالہ ''پیارے نبی کی پیاری سنتیں'' ہے، اس میں بھی یہ دعا موجود ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ[۲]

اس کا پڑھنا سنت ہے۔ علامہ شامی نے ترمذی شریف کی روایت نقل کی ہے کہ اگر صلوٰۃِ حاجت پڑھنے کے بعد یہ دعا نہیں پڑھی تو صلوٰۃِ حاجت نامکمل ہوگی یعنی مکمل فائدہ نہیں ہوگا، لٰہذا اگر آپ اپنی حاجت کو اللہ پاک سے لینا چاہتے ہیں تو مکمل صلوٰۃ الحاجت پڑھیں یعنی دو رکعات نمازِ حاجت ضرور پڑھا کریں اور دعا مانگتے وقت اور استغفار کرتے وقت چہرے پر ندامت کے آثار ہونے چاہئیں۔ حدیث پاک ہے:

---

۲ جامع الترمذی: ۱/۱۰۸، باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ، ایچ ایم سعید

مَا مِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ يَّخْرُجُ مِنْ عَيْنِهٖ دُمُوْعٌ وَلَوْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ اِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ[۳]

مُلّا علی قاری محدثِ عظیم فرماتے ہیں کہ بعض حدیثوں میں لفظ **دمع** آیا ہے یعنی ایک آنسو اور بعض حدیثوں میں **دموع** آیا ہے یعنی بہت سے آنسو تو کم سے کم تین آنسو تو رو ہی لیں۔

یہ بات محدثین نے اس حدیث کی شرح میں لکھی ہے کہ اگر کوئی تین قطرے آنسو بہالے تو گویا کہ بہت رویا ہے کیوں کہ عربی میں جمع تین سے شروع ہوتا ہے۔ ایک کو **واحد**، دو کو **اثنین** اور تین کو **ثلثة** کہتے ہیں اور **ثلثة** سے جمع شروع ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی سخت دل تین قطرہ آنسو بھی نہیں نکال سکتا تو اس کے لیے بھی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے نااُمیدی کا راستہ نہیں رکھا، اس کو بھی اُمید دلائی کہ اگر تمہیں رونا نہیں آئے، دل سخت ہے تو تم رونے والوں کی شکل ہی بنالو:

اِبْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا[۴]

یہ ابنِ ماجہ شریف کی روایت ہے۔ بعض لوگ **فَتَبَاكَوْا** کو **فَتَبَاكُوْا** پڑھتے ہیں، **تَبَاكُوْا** بروزن تمباکو نہیں ہے، صحیح لفظ **تَبَاكَوْا** ہے۔

اصل میں یہ بابِ تفاعل سے **تَقَابَلُوْا** کے وزن پر **تَبَاكَيُوْا** تھا، لیکن مُعلل ہو کر **تَبَاكَوْا** ہوگیا تو جس کو رونا نہ آئے وہ رونے والوں کی شکل ہی بنالے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونے والوں کی شکل بنانے والوں کو رونے والوں میں داخل فرما رہے ہیں تو جو اللہ والوں کی شکل بنالے گا اُمید رکھو کہ اللہ تعالیٰ اسے اللہ والوں میں شامل کرلے گا۔

داڑھی رکھنے میں دیر نہ کریں

اسی لیے میں بار بار کہتا ہوں کہ داڑھی رکھنا بہت ضروری ہے، داڑھی رکھنے سے

---

[۳] سنن ابن ماجة:۲/۴۴۶(۴۱۹۷)، باب الحزن والبكاء، المكتبة الرحمانية

[۴] سنن ابن ماجة:۲/۴۴۶(۴۱۹۶) باب الحزن والبكاء، المكتبة الرحمانية

انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے، داڑھی رکھ کر اسے گناہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ایک صاحب نے کہا کہ میں اسی لیے داڑھی نہیں رکھتا تاکہ مزید کچھ دنوں تک بے شرمی کے کام کرلوں کیوں کہ داڑھی رکھ لوں گا تو شرم آئے گی اور میں چاہتا ہوں کہ ابھی شرم ذرا دور رہے، لہٰذا میں ابھی کچھ دن تک گناہ کی گڑبڑ زندگی گزارنا چاہتا ہوں اور شرم کو دور رکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ موت کس وقت آئے گی؟ قبرستان میں جاکر دیکھو کہ دس سال، پندرہ سال، بیس سال کے کیسے کیسے جوان لیٹے ہیں۔ میرا طبیہ کالج کا ساتھی الٰہ آباد میں پڑھتا تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوگیا۔ ہم لوگ روزانہ اکٹھے پڑھنے جاتے تھے، ساتھ آنا جانا تھا، لیکن ایک ہفتے کی بیماری میں وہ ختم ہوگیا۔ میں گرمیوں کی چھٹی میں وطن چلا گیا تھا جب واپس آیا تو اس کے گھر گیا، دیکھا کہ اس کی بڑھی ماں رو رہی تھی، میں نے پوچھا کہ میرا دوست کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ جاؤ! قبرستان میں تلاش کرو۔ اس سے میرے دل کو چوٹ لگی اور وہی چوٹ سبب بن گئی میری بیعت کا۔ میں نے جلدی سے شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی کہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

اس لیے کہتا ہوں کہ داڑھی رکھنے میں دیر نہ کریں، معلوم نہیں کب بلاوا آجائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ

تُبْعَثُوْنَ کَمَا تَمُوْتُوْنَ [۵]

جس حالت میں موت آئے گی آدمی اسی حالت میں اُٹھایا جائے گا۔ اگر بے داڑھی کے موت آئی تو اسی حالت میں اُٹھایا جائے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی مبارک میں بے داڑھی والوں کی شکل دیکھ کر نفرت کا اظہار فرمایا ہے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی اُمید رکھنے والو! میں یہی کہتا ہوں کہ نبی کو ناراض مت کرو، اپنے دل کو ناراض کرلو، بیوی کو ناراض کرلو، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض نہ کرو۔ یہ گال آپ کے پاس چند

۵ مرقاۃ المفاتیح: ۷/۵۵، ۳کتاب الجہاد، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

دن کے لیے ہیں، یہ فیلڈ آپ سے چھننے والی ہے، قبر میں لیٹنے کے بعد ان گالوں کو کیڑے کھاجائیں گے، پھر قبر میں گالوں پر داڑھی کے بال کہاں سے لائیں گے۔ بعضوں کو شوق ہوتا ہے کہ میں کم عمر لگتا رہوں اس لیے وہ داڑھی منڈاتے ہیں، اس پر ایک قصہ یاد آیا۔

میرے دوست تھے نعمانی صاحب، ساٹھ سال عمر ہوگی، وہ بس میں کھڑے ہوئے جارہے تھے، انہیں دیکھ کر نوجوان مزدور فوراً کھڑے ہوگئے، کالج کے نوجوان لڑکے بھی کھڑے ہوگئے کہ چچا! آؤ بیٹھ جاؤ۔ اسی بس میں ان سے زیادہ عمر کا ستر سال کا ایک بے داڑھی کا بڈھا پتلون ٹائی لگائے ہوئے کھڑا تھا، اس کو نوجوانوں نے جگہ نہیں دی۔ اس سے کسی نے نہیں کہا کہ چچا! آؤ بیٹھ جاؤ، تب اس نے زور سے چِلّا کر ناراضگی ظاہر کردی کہ دیکھو! اس بڈھے کو تم نے داڑھی رکھنے کی وجہ سے جگہ دی اور میں اس سے دس سال بڑا ہوں، مجھے تم لوگوں نے کیوں جگہ نہیں دی؟ تو لڑکوں نے جواب دیا کہ آپ چاچا معلوم نہیں ہوتے، یہ تو داڑھی کی وجہ سے ماشاء اللہ چچا لگ رہے ہیں اور آپ تو بھتیجے بنے ہوئے ہیں، لہٰذا اب لیجیے کم عمری کا انعام، جب آپ کم عمر بنیں گے تو کم عمروں والا معاملہ کیا جائے گا، بزرگوں والا معاملہ کیسے کیا جائے؟ اس لیے جو داڑھی رکھ لے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے بزبانِ حال اس شعر میں یہ درخواست کرے گا، اگر کسی کو شعر یاد نہ ہوگا تو اس کا حال خود شعر پڑھ دے گا، وہ اللہ پاک سے کیا کہے گا ؎

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

تو داڑھی رکھنے سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے اور اللہ والوں کے ساتھ اس کی مشابہت بھی ہوجاتی ہے، اور حدیث میں ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ [۱]

جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اسی میں داخل کردیں گے، اور داڑھی کی برکت سے ان شاء اللہ نیک اعمال کی توفیق بھی ہوجائے گی۔ بعض لوگ داڑھی تو رکھ لیتے ہیں مگر شرعی داڑھی نہیں رکھتے، شرعی داڑھی ایک مٹھی ہے، اس پر چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ ایک مٹھی

[۱] سنن ابی داؤد: ۲۰۳/۲، باب فی لبس الشھرۃ، ایچ ایم سعید

سے کم داڑھی رکھنا حرام ہے یعنی ایک مٹھی داڑھی سامنے سے، ایک مٹھی دائیں سے اور ایک مٹھی بائیں سے پکڑیں اور جتنے زائد بال ہوں انہیں کاٹ دیں پھر تیل لگا کر کنگھی کیجیے تو بہت خوبصورت داڑھی معلوم ہوگی۔ جیسا کہ میر صاحب کی داڑھی ہے، اور اس پر میرا شعر ہے ؂

میر کی داڑھی کا نقشہ یوں سنا کرتے ہیں ہم
ناچتا ہو مور جیسے پَر کو پھیلائے ہوئے

داڑھی ایک مٹھی سے کم رکھنے والا آدمی چالاک معلوم ہوتا ہے۔ آدمی سوچتا ہے کہ یہ آدھا مسٹر ہے، آدھا مُلّا ہے، پورا مُلّا نہیں ہے، سیدھا سادا نہیں ہے، اس سے ہوشیار رہیں، اور پوری داڑھی کے بعد اللہ تعالیٰ چہرے پر بھولپن، سادگی اور معصومیت پیدا کر دیتا ہے لوگ دیکھتے ہی سمجھ جاتے ہیں کہ یہ ہماری جیب نہیں کاٹے گا۔ اب کوئی پاکٹ مار داڑھی رکھ لے تو یہ اس کی نالائقی ہے، یہ داڑھی کی خرابی نہیں ہے یہ تو اس کے دل کی خرابی ہے۔

عالمگیر بادشاہ کا ایک قصہ

عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کسی سے دھوکا نہیں کھاتے تھے، ایک بہروپیے نے بہت شکلیں بدلیں لیکن انہوں نے اس کی کسی شکل سے دھوکا نہیں کھایا، ہمیشہ پہچان لیا کہ یہ وہی بہروپیہ ہے جو نئی نئی شکلیں بنا کر آتا ہے۔ بہروپیہ کے معنیٰ ہیں بہرِ روپیہ یعنی روپیہ کے لیے شکل بدلنے والے کو بہروپیہ کہتے ہیں۔ تو اس بہروپیہ نے سوچا کہ عالمگیر اللہ والوں کا بڑا معتقد ہے لہٰذا اب اللہ والوں کی شکل بنانی چاہیے۔ لہٰذا جب عالمگیر حیدرآباد دکن فتح کرنے جارہے تھے تو ان کے راستے میں ایک جنگل میں بڑے بڑے دانے کی تسبیح لے کر اور خوب بڑی سی داڑھی رکھ کر اور مصلّٰی لے کر بیٹھ گیا۔ جب عالمگیر اس طرف سے گزرے تو لوگوں نے بتایا کہ یہاں جنگل میں ایک ولی اللہ رہتے ہیں، کسی سے سوال نہیں کرتے، کسی سے کچھ نہیں مانگتے، تو وہ فوراً اس کے پاس گئے اور کہا کہ بابا! میں حیدرآباد دکن فتح کرنے جارہا ہوں، میرے لیے دعا کرنا۔ اب وہ اصلی بابا تو تھے نہیں، بادشاہ کو دھوکا دینے کے لیے بابا بنے ہوئے تھے، بابا نہیں تھے یابا تھے، عربی میں اَبیٰ یَابیٰ کے معنیٰ سرکشی کرنا ہے۔ تو عالمگیر بادشاہ نے دعا کرا کے ایک ہزار

اشرفی کا نذرانہ اس کی خدمت میں پیش کیا۔ تو اس نے لات مار کر تھیلی کو دور پھینک دیا، ظالم کی ہمت دیکھیے، اتنی زور سے لات ماری کہ تھیلی بکھر گئی، وہ جانتا تھا کہ بادشاہ مجھے اللہ والا سمجھ رہا ہے، لات مارنے سے مجھے کچھ نہیں کہے گا، ورنہ اگر بادشاہ ناراض ہو جائے تو پھر سمجھ لو کہ خیر نہیں۔ اب عالمگیر اس کا اور زیادہ معتقد ہو گیا اور سوچنے لگا کہ واقعی یہ اللہ والا معلوم ہوتا ہے، ایک ہزار اشرفیوں پر لات مار کر بکھیر دی اور کہا کہ مجھے دنیاداری سکھاتا ہے، اپنی اشرفی لے جا، جس نے مجھے پیدا کیا ہے بس وہی میرے لیے کافی ہے۔ جب عالمگیر معتقد ہو کر جانے لگے تو اس نے آکر کہا کہ حضور السلام علیکم! میں وہی بہروپیہ ہوں جس نے دلّی میں آپ کو بارہا دھوکا دیا لیکن آپ نے پہچان لیا، مگر اب آپ نے مجھ کو نہیں پہچانا، میں اس دفعہ دھوکا دینے میں کامیاب ہو گیا۔ عالمگیر بہت ہنسا کہ تم نے بہت شکلیں بدلیں لیکن میں نے دھوکا نہیں کھایا مگر آج میں اللہ والوں کی عزت اور نام پر دھوکا کھا گیا، مجھے اس پر کوئی پچھتاوا نہیں ہے کیوں کہ میں تجھ کو اللہ والا سمجھ کر دھوکا کھا رہا تھا، دراصل میں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احترام کیا ہے، میں یہی سمجھا کہ اللہ والوں کے لباس میں کوئی اللہ والا ہی ہے لہٰذا مجھے اس پر کوئی پچھتاوا، کوئی حسرت نہیں ہے۔ پھر عالمگیر نے یہ کہا کہ اچھا یہ لو سو اشرفی، میں تمہیں ایک ہزار اشرفیاں نہیں دوں گا، ایک ہزار اشرفیاں تو بابا سمجھ کر دے رہا تھا، اب پتا چلا کہ تم تو یابیٰ نمبر ون ہو، سرکش ہو لہٰذا یہ لو سو اشرفیاں۔ اس نے بہت شکریہ ادا کیا کہ خدا آپ کو خوش رکھے۔ پھر عالمگیر کو شبہ ہوا اور اس نے ایک سوال کیا کہ یہ بتاؤ! جب میں نے تم کو ایک ہزار اشرفیاں دی تھیں اس وقت تم نے نہیں لیں، اب سو اشرفیوں پر تم اتنا خوش ہوئے، ہم کو اتنی دُعائیں دیں، یہ کیا راز ہے؟ ہم تو دھوکا کھا گئے تھے، تم ایک ہزار اشرفی رکھ لیتے تو ہمیں کچھ پتا نہ چلتا، ہم یہی سمجھتے کہ ہم نے ایک اللہ والے کی خدمت میں اشرفیاں پیش کر دیں لیکن تم نے ایک ہزار اشرفیاں ٹھکرا کر اپنا راز ظاہر کر دیا اور سو اشرفیوں پر خوش ہو گئے یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ دیکھیے! میں سو اشرفی جو لے رہا ہوں یہ تو آپ کی طرف سے انعام ہے لیکن اگر میں اللہ والوں کے لباس میں ایک ہزار اشرفی لے لیتا تو اللہ والوں کی عظمتوں کو نقصان پہنچ جاتا۔ میں اس وقت اللہ والوں کا کردار ادا کر رہا تھا، اس لیے اللہ والوں کی عظمت کو میں نے نقصان نہیں پہنچنے دیا۔ عالمگیر فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی یہ بات اچھی معلوم ہوئی۔

داڑھی والے اپنی داڑھی کی لاج رکھیں

اس سے وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں جو بڑی بڑی داڑھیاں رکھ کر بد نظری کرتے ہیں اور گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ خدا کے لیے اللہ والوں کی عظمتوں کو نقصان نہ پہنچائیں ورنہ ان پر ایک مقدمہ اس بات کا بھی چلے گا۔ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آہ! ایک بہروپیہ دنیادار نے اللہ والوں کا کردار ادا کرتے ہوئے ایک ہزار اشرفی کو نظر انداز کر دیا، آج ہم لوگ اللہ والے بنتے ہیں مگر رات دن دنیا کی لالچ میں، امیروں کے دروازے دروازے قربانی کی کھال کے لیے داڑھی کے بال نُچوا رہے ہیں۔ اسی گلشن اقبال نمبر ایک کا واقعہ ہے کہ ایک کھال پر دو مدرسے کے لوگوں میں لڑائی شروع ہوگئی اور انہوں نے ایک دوسرے کی داڑھی کے بال نوچ لیے۔ خدا ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ چندہ مانگنے سے، دروازے دروازے پھرنے سے اتنا نقصان پہنچا ہے کہ آج کوئی امیر اپنے بچوں کو حافظِ قرآن بنانے کے لیے تیار نہیں ہے۔ دین کا کام چاہے تھوڑا ہو مگر خدا کی عظمت کے ساتھ ہو تو آج دین چمک جائے، مگر حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ، ان کے رسالے، ان کے ملفوظات پڑھنے سے یہ عقل آتی ہے، یہ ہمت بھی اللہ والوں کی جوتیاں اُٹھانے سے پیدا ہوتی ہے۔

اللہ کی رحمت سب گناہوں کو دھو ڈالتی ہے

تو یہ بات چل رہی تھی کہ شیطان ہم کو تین طرف سے مارتا ہے، پہلے گناہ یاد دِلاتا ہے تاکہ یہ اللہ سے جڑے ہی نہیں ناامید ہو جائے۔ اس کا جواب تو آپ لوگوں نے سن لیا کہ تھوڑا سا بارود پہاڑوں کو اُڑا دیتا ہے تو اللہ کی رحمت کا تھوڑا سا حصہ بھی ہمارے لیے کافی ہے۔ اب دوسرا جواب سنیے! حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کراچی میں ایک کروڑ انسان رہتے ہیں، سب کا پیشاب پاخانہ سمندر میں گرتا ہے، سمندر کی ایک لہر سب کو بہا کر لے جاتی ہے اور سمندر پھر بھی ناپاک نہیں ہوتا، پاک رہتا ہے بلکہ جو اس سے ناپاکی دور کرنا چاہے اسے بھی پاک کرتا ہے۔ تو ڈاکٹر عبدالحی صاحب فرماتے تھے کہ جب اللہ کی ایک

محدود مخلوق سمندر میں یہ تاثیر ہے کہ وہ کروڑوں انسانوں کی غلاظت کو صاف کر دے تو کیا اللہ تعالیٰ کی لامحدود رحمت ہمارے گناہوں کو نہیں دھو سکتی؟

تو اگر شیطان ماضی کے گناہ سے ڈرائے تو اس کو دو جواب دیں: نمبر ایک کہ تھوڑی سی بارود پہاڑوں کو اُڑا سکتی ہے لہٰذا میرے اللہ کی رحمت میرے گناہوں کے پہاڑوں کو اُڑا سکتی ہے۔ نمبر دو ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک کروڑ انسان کراچی میں رہتے ہیں اور سب کا پیشاب پاخانہ سمندر میں جاتا ہے، سمندر کی ایک لہر آتی ہے اور سارا پیشاب پاخانہ بہا کر لے جاتی ہے، پتا ہی نہیں چلتا کہ سب کہاں گیا۔ کراچی کے ایک کروڑ عوام کی غلاظت، نجاست اور گندگی کہاں گئی، پتا ہی نہیں چلتا اور سمندر بھی پاک رہتا ہے، اب جو بھی سمندر کے کنارے نہا کر نماز پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ بتایئے! سمندر کا پانی پاک ہے یا نہیں؟ تو جب اللہ کی مخلوق محدود سمندر میں یہ اثر ہے تو خدا کی رحمتِ غیر محدود کی ایک موج ہماری مغفرت و معافی کے لیے کافی ہے۔ کیوں کہ ان کی موج بھی غیر محدود موج ہے۔ سمندر محدود ہے، محدود کی موجیں بھی محدود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سمندر غیر محدود ہے، ان کی رحمت کی لہریں بھی غیر محدود ہیں اور ہمارے گناہ محدود ہیں۔ اس لیے کبھی نااُمیدی نہیں ہونی چاہیے۔ صرف ہمت کرلیں، گناہ چھوڑنے کی ہمت بزرگوں سے سیکھیے، ان کی دعائیں لیجیے، ان سے دعا کرایئے اور ان سے پوچھیے کہ گناہ چھوڑنے کا کیا نسخہ ہے؟ یہ گناہ کس طرح چھوٹتے ہیں؟ جب تک دل میں خوفِ خدا نہیں آئے گا اس وقت تک گناہ نہیں چھوٹیں گے۔

شہوت کی آگ نورِ خدا ہی سے بجھتی ہے

بعض لوگوں کے پاس محبت بہت ہے مگر خوفِ خدا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دو حق ہیں: نمبر ایک محبت ہے اور نمبر دو خوف ہے، اس کے لیے روزانہ تھوڑا سا قبر کا مراقبہ کرلیا کریں اور تھوڑا سا اللہ اللہ کرلیں۔ شہوت کی آگ کو بجھانے کے لیے ذکر اللہ میں بہت اثر ہے۔

نارِ شہوت چہ کشد نورِ خدا

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ شہوت کی آگ کیا چیز بجھا سکتی ہے؟ پھر جواب دیتے ہیں اللہ کا نور۔ اور اللہ کا نور ملتا ہے ذکر اللہ سے، اللہ والوں کی صحبتوں سے لہٰذا تھوڑا سا ذکر کرلیں اور اسبابِ

گناہ سے دور رہیں کیوں کہ اسبابِ گناہ سے قریب رہنے والے جیسا احمق گدھا انسان شاید ہی کوئی ہو گا۔ پیٹرول پمپ پر انگریزی میں لکھا ہوتا ہے No Smoking Please اور عربی میں لکھتے ہیں ممنوع التدخین یعنی سگریٹ پینا منع ہے کیوں کہ جلتی ہوئی سگریٹ سے پیٹرول میں آگ لگ سکتی ہے۔ عشق اور حسن میں بھی وہی تعلق ہے جو پیٹرول اور آگ میں ہے۔ لہٰذا آپ جہاں بھی ہوں خبر دار! نظر اُٹھا کر مت دیکھو، ان حسینوں سے دور رہو۔ تِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا[ک]

ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے

اسی طریقے سے اللہ کے ذکر میں اثر ہے کہ اس کی برکت سے شہوت کی آگ اللہ تعالیٰ ٹھنڈی کر دیتے ہیں، اپنے سے چپکا لیتے ہیں۔ ذکر ذاکر کو مذکور سے چپکا تا ہے، جیسے خط میں جب گوند لگ جاتی ہے تو اس کو پھاڑ کر الگ نہیں کر سکتے، تو جو بندے اللہ سے ذکر اللہ کے ذریعے اپنے قلب و جان کو چپکا رہے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ساری دنیا کے شیطان ایک بال کے برابر ان کو اللہ تعالیٰ سے الگ نہیں کر سکتے۔ اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے

تم ایک حسین کا نام لیتے ہو حالاں کہ اللہ والوں کی شان تو یہ ہے کہ ؎

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے

ایک اکیلے اللہ کے لیے ہم نے سورج و چاند جیسی ہزاروں شکلوں کو نظر انداز کر دیا ؎

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دِکھایا رُخِ زیبا تو نے

عشقِ مجازی کے ساتھ عشقِ الٰہی کا حصول محال ہے

آپ چاہتے ہیں کہ ان مگنے موتنے والی لاشوں سے عشق لڑا لیں اور اللہ بھی مل

ک البقرۃ:۱۸۷

جائے، ایں خیال است و محال است و جنوں۔ اللہ غیور ہے، غیرت والا ہے، اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے کہ جس کے دل میں مردے پڑے ہوئے ہوں، جس کو مردوں سے محبت ہو، وہ اس کے دل میں اپنی محبت کا چاند طلوع نہیں کرتے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑنا ہے تو ان مرنے والی لاشوں سے بچنا پڑے گا۔ اور جو آپ کا نفس اسکیم بنائے ہوئے ہے کہ مرنے والی لاشوں سے، عشقِ مجازی سے خوب بہار رہے گی تو اس حماقت سے توبہ کرلیں، دنیا ہی میں دیکھ لیں کہ اگر کسی ہال میں کفنایا ہوا ایک مردہ پڑا ہوا ہو اور اس ہال میں شاندار دعوت ہو اور سب کھانے والے دیکھ رہے ہیں کہ کفنایا ہوا مردہ لیٹا ہوا ہے تو بتاؤ کھانے میں مزہ آئے گا؟ کیوں؟ اس مردے کو دیکھ کر طبیعت مکدر ہو جائے گی۔ تو جن کے دل میں مردوں کا عشق گھسا ہوا ہے ان کے دل میں بہار کیسے آسکتی ہے؟ ان کے دل میں تو کدورت ہے، ان کا دل ہمیشہ مکدر رہے گا، وہ بہار کو خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں جب تک نفس کی خواہشیں تازہ ہیں تمہارا ایمان تازہ نہیں ہوسکتا ؎

تا ہویٰ تازہ ست ایماں تازہ نیست
کیں ہویٰ جز قفلِ آں دروازہ نیست

نفس کی خواہشات اللہ کے دربار کے لیے تالے ہیں جو دروازے کو مقفل کیے ہوئے ہیں۔

دِلوں کے قفل کی کنجی اللہ کا ذکر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ اَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِکْرِکَ[۸]

اے اللہ! میرے دل کے تالوں کو اپنے ذکر کی کنجی سے کھول دیجیے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کی یاد دل پر لگے ہوئے تالوں کو کھولتی ہے، لہٰذا ذکر میں کبھی ناغہ نہ کریں۔ شیخ کی صحبت، اللہ والوں کی صحبت اور ذکر اللہ میں ناغہ نہ کریں اور ایک کام اور کرلیں یعنی حسینوں سے دور رہیں تو ذکر اللہ، صحبتِ اہل اللہ اور اسبابِ گناہ سے دوری اللہ کی حضوری کے لیے کافی ہے۔

[۸] کنزالعمال: ۷/۶۹۹ (۲۰۹۹۰)، فصل رابع فی الاذان والترغیب فیہ... الخ، مؤسسۃ الرسالۃ

غیر اللہ سے دوری اللہ تعالیٰ کی حضوری کا سبب ہے

جو جتنا اسبابِ گناہ سے دور رہتا ہے، جتنا غیر اللہ سے دور رہتا ہے اسے اتنا ہی اللہ کا قرب ملتا ہے غیر اللہ سے دوری اللہ تعالیٰ کی حضوری کا بہترین سبب ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی سبب نہیں، اگر یہ سبب نہ ہوتا تو کلمہ میں لا الٰہ پہلے نہ ہوتا، ورنہ یہ ہوتا کہ سب دل میں غیر اللہ رکھیں اور زبان سے الا اللہ کہتے رہیں، لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ پہلے یہ حکم ہے کہ ؎

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

پہلے بت پرستی چھوڑیں، لا الٰہ سے ظاہری بتوں کو بھی چھوڑیں جو مندروں میں بت ہیں اور باطنی بتوں کو بھی نکالیں جو حسینوں کی محبت دل میں گھسی ہوئی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اسی سے کام بن جائے گا۔

تو ماضی کا تو انتظام ہو گیا یعنی اگر شیطان ماضی کا گناہ یاد دلا کر مایوس کرے تو آپ ان دو مثالوں سے شیطان کو بھگا دیں گے، ان شاء اللہ۔ نمبر ایک بارود والی مثال، نمبر دو کراچی کے سمندر کی مثال۔

توبہ کے دریا میں نہانے کے بعد انسان پاک ہو جاتا ہے

اب آگے چلیے! موجودہ حالت میں شیطان کہتا ہے کہ ہر وقت گناہ کے چکر میں پڑے ہو، ہر وقت تم کو گناہ کے وسوسے اور تقاضے ہو رہے ہیں، خبردار! خانقاہ مت جانا، تم اس قابل نہیں ہو، خانقاہ تو وہ جائے جس کے دل میں وسوسہ بھی نہ آئے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ! یہ تو بالکل ایسی مثال ہو گئی کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ناپاک جس پر غسل فرض تھا وہ دریا کے کنارے کھڑا تھا اور کہتا تھا کہ اے دریا! تیرے اندر تو وہ آئے جس کو ناپاک ہونے کا وسوسہ بھی نہ آئے، میں تو ناپاک ہوں کہیں تجھ کو بھی گندا نہ کردوں، تو دریا نے کہا کہ بے وقوف! اگر تو دور کھڑا ایسا ہی کہے گا کہ دریا میں تو وہ جائے جس کو ناپاک ہونے کا وسوسہ بھی نہ آئے تو ساری زندگی ناپاک رہے گا۔ ارے وسوسوں کو چھوڑ، میرے اندر کود پڑ،

نہالے، تیرے جیسے لاکھوں ناپاک آتے ہیں اور پاک ہو جاتے ہیں اور میرے دریا کا پانی بھی پاک رہتا ہے۔ لہٰذا بھائیو! جس حالت میں ہو، گناہ کی بدتر سے بدتر حالت میں ہو، فوراً اللہ کی طرف دوڑو اور اللہ والوں کے پاس جاؤ، یہی وہ دریا ہے جو آپ کو پاک کر دے گا کیوں کہ سچا اللہ والا اپنے ملنے والوں کے لیے دعا بھی کرتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والے آدھی رات کو اللہ تعالیٰ سے کیا دعا کرتے ہیں؟ ؎

راہ دہ آلود گاں را العجل
در فراتِ عفو عین مغتسل

اے خدا! جن کی جانیں گناہوں میں آلودہ ہیں، گٹر میں گری ہوئی ہیں اُن کو راہ دے دیجیے اور دیر نہ کیجیے، جلدی دے دیجیے۔

اپنی معافی کے دریائے فرات میں اور اپنے عین مغتسل میں جس میں نہانے کے بعد انسان پاک ہو جاتا ہے، اس چشمے سے فیض یاب ہونے کا آپ ہم کو جلد موقع دے دیجیے، کیا مطلب؟ یعنی توفیقِ توبہ دے دیجیے۔ لہٰذا حال کی حفاظت یہ ہے کہ جس حالت میں بھی ہو کسی اچھے حال والوں سے اپنا بُرا حال جوڑ لو جیسے دیسی آم جب لنگڑے آم سے قلم کھاتا ہے تو بتاؤ: پھر وہ دیسی آم رہتا ہے؟ اسی طرح جب بُرے لوگ اچھے لوگوں کے ساتھ رہیں گے تو اچھوں کی قلم سے وہ بُرے نہیں رہیں گے۔

اولیاء اللہ کس طرح بنتے ہیں؟

جب تِلّی کا تیل گلاب کے پھول کی صحبت سے خوشبودار ہو گیا تو پھر وہ روغنِ گل کہلاتا ہے یا تِلّی کا تیل؟ بتاؤ بھئی! جو تِل گلاب کے پھول کی خوشبو اپنے اندر بسا لے تو جب اس کا تیل نکالا جائے گا تو اس کا نام کیا ہو گا؟ روغنِ گل یعنی گلاب کے پھول کا تیل۔ اب اس کو کوئی کہے کہ ارے! تو تو تلی تھا، اب جو اس کو تِل کا تیل کہے گا تو وہ اس پر عدالت میں ہتکِ عزت کا مقدمہ دائر کرے گا کہ میں نے تو گلاب کے پھولوں میں رہ کر مجاہدہ کیا ہے لہٰذا اب میرا نام روغنِ گل ہے۔

روغنِ گل روغنِ کنجد نہ ماند

یعنی اب میں تلی کا تیل نہیں ہوں روغنِ گل ہوں۔ ایسے ہی عام انسان اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے کیسے بڑے بڑے اولیاء اللہ ہوگئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لبِ جادو بیاں سے کیسے کیسے مُردے زندہ ہوگئے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَوَمَنۡ كَانَ مَيۡتًا فَاَحۡيَيۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا يَّمۡشِىۡ بِهٖ فِى النَّاسِ [۹]

ترجمہ: ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا ہم نے اس کو زندہ بنادیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے۔ (بیان القرآن)

جو مردہ تھے نبی پر ایمان لاکر ایسے زندہ ہوگئے کہ صاحبِ نور بن گئے۔ تو جب دیسی آم لنگڑے آم کی قلم کھاکر لنگڑا آم بن سکتا ہے تو آج بھی جو غافل دل ہیں اگر اللہ والوں کی صحبت میں رہیں، دل وجان سے، اخلاصِ نیت سے تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ بھی ایک دن کہیں گے ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

اور یہ بھی کہے گا کہ ؎

کاگا سے ہنس کیو اور کرت نہ لاگی بار

اے میرے مرشد! اے میرے شیخ! آپ نے ہم کو کوّے سے ہنس بنادیا، ہم کوّا تھے صبح اُٹھ کر پاخانہ تلاش کرتے تھے، اب ہم ہنس بن گئے، اب ہم ذکر اللہ کی راہیں تلاش کرتے ہیں ؎

تمنّا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشیں ہوتی

حضرت بھیکا شاہ کے جذب کا واقعہ

ایک بزرگ گزرے ہیں ان کا لقب تھا بھیکا شاہ، ان کے پیر کا نام شاہ ابو المعالی تھا۔ جب بھیکا شاہ ان کی صحبت سے ولی اللہ ہوئے اور ساری نسبت شیخ کی ان کے اندر آگئی، جتنا

---

۹ الانعام:۱۲۲

دردِ محبت شاہ ابو المعالی میں تھا اتنا ہی دردِ محبت بھیکا شاہ میں آگیا تھا اور بھیکا ان کا لقب اس لیے پڑا کہ شیخ ان سے چھ مہینے کے لیے ناراض ہوگئے تھے اور ان کو خانقاہ سے نکال دیا تھا، اب وہ خانقاہ کے چکر لگاتے تھے، اتنے میں بارشوں کا موسم آگیا۔ شیخ ابو المعالی شاہ کی بیوی نے کہا کہ چھت ٹپک رہی ہے۔ تو شاہ ابو المعالی نے فرمایا ارے! کسی سے بنوالو، عرض کیا کہ کس سے بنوائیں؟ جتنے خانقاہ میں پاجامہ پوش، سفید پوش ہیں یہ تو جانتے نہیں اور جو جانتا تھا اس کو آپ نے نکال دیا، وہ جنگل میں رو رہا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ میں نے نکالا ہے تو نے تو نہیں نکالا، تو بلا لے اسے۔ اب انہوں نے بچہ بھیج کر اُن کو بلایا۔ ان کا مارے خوشی کے کیا پوچھنا تھا، چھ مہینے سے شیخ کو دیکھنے کے لیے ترسے ہوئے تھے، آتے ہی فوراً کام شروع کر دیا اور سب کچھ بنادیا، ساری چھت ٹھیک کر دی۔ اس زمانے میں کھپریل کی چھت ہوتی تھی، لنٹر کی چھت نہیں ہوتی تھی۔ اب جب شاہ صاحب کھانا کھانے آئے تو شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ چھت پر کوئی کام کر رہا ہے، نظر اُٹھا کر دیکھا تو وہی تھے جن کو چھ مہینے سے نکالا ہوا تھا، آنکھ سے آنکھ ملی اور وہ رونے لگے، مرید بھی روئے، شیخ بھی روئے اور شاہ صاحب نے کھانا کھاتے ہوئے ایک لقمہ بنایا اور کہا کہ لے بھیک لے! وہ فوراً چھت پر سے کود پڑے، سیڑھی بھی نہیں منگائی اور جلدی سے منہ میں لقمہ اُتار لیا، چوں کہ اب ان کا مجاہدہ پورا ہو چکا تھا، خدائے تعالیٰ کی رحمت کا فیصلہ ہو چکا تھا لہٰذا اسی وقت شاہ ابو المعالی کے سینے کی ساری دولت، ایمان و یقین، دردِ محبت اور نسبت مع اللہ کی جو کچھ دولت تھی سب بھیکا شاہ کے اندر منتقل ہوگئی اور ان کے دل کی دنیا بدل گئی۔

تم نے جہاں بدل دیا آکر میری نگاہ میں
محو کھڑا ہوا ہوں میں حسن کی جلوہ گاہ میں

جب دل میں خدا آتا ہے تو انسان کو پتا چل جاتا ہے، جیسے جس دریا میں پانی آئے گا تو کیا اس دریا کو پتا نہیں چلے گا؟ جس دل میں خدا آئے گا کیا اس دل کو پتا نہیں چلے گا؟ خوب پتا چلتا ہے، اور ایسا چلتا ہے کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لَو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

اور خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

جب اللہ دل میں آتا ہے تو دل کو پتا چل جاتا ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ شاہ ابو المعالی نے ان کا لقب بھیکا شاہ رکھ دیا۔ ساری دنیا ان کو بھیکا شاہ کہتی ہے۔ تو بھیکا شاہ کہتے ہیں۔

بھیکا معالی پر واریاں دن میں سو سو بار

اے بھیکا شاہ! میں اپنے مرشد شاہ ابو المعالی پر دن میں سو سو دفعہ فدا ہونا چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اپنے بڑوں پر فدا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے مرشدین کی اور مشائخ کی ایسی ہی محبت نصیب فرمائے۔ اور فرمایا کہ۔

کاگا سے ہنس کیو اور کرت نہ لاگی بار

کوّے سے آپ نے ہمیں ہنس بنا دیا۔ کوّا گُو کھاتا ہے اور ہنس چڑیا موتی چگتی ہے، اب میں صبح اُٹھتے ہی اللہ کا نام لیتا ہوں، پہلے صبح اُٹھ کر ٹیڈیوں اور ویڈیو اور وی سی آر اور مرنے والی لاشوں کے چکر میں رہتا تھا، جیسے کرگس ایک پرندہ ہے جسے اردو میں گدھ کہتے ہیں، جو مردہ لاشیں کھاتا ہے، جنگل میں جہاں بھینس، چیتا وغیرہ ہوتے ہیں وہیں کرگسوں کی جماعت ہوتی ہے۔

لوگوں کی تعداد سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے

اس لیے کہتا ہوں کہ لوگوں کی تعداد مت دیکھو کہ کافی تعداد وی سی آر اور ویڈیو دیکھنے والوں کی ہے، شاید یہ لوگ صحیح ہوں۔ جنگل میں جاکر دیکھو کہ مرے ہوئے جانوروں پر کرگسوں کی تعداد بھی حاضر ہوتی ہے اور وہ بہت اچھے لباس میں ہوتے ہیں، ان کے اوپر بالوں کا ایک گاؤن سا ہوتا ہے، کالا شیروانی نما ان کا لباس ہوتا ہے جیسے عدالت میں وکیل اور ججوں کو پہننا لازمی ہوتا ہے، عدالت کے قانون میں ہے وکیل اور جج سب وہ لباس پہنتے ہیں، وہ تو حقدار ہیں اس لباس کے لیکن یہ ظالم کرگس مکاری سے اس وضع کو اپنائے ہوئے ہے،

اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا بنایا ہے کہ جس سے دوسروں کو سبق مل جائے، اور ان کو مردہ لاشوں کی بدبو بھی نہیں آتی۔ اسی طرح آج ایسے نوجوان ہیں جن کو سینما، وی سی آر، ٹیڈیوں کے چکر سے منع کیا جاتا ہے تو مولویوں کو کہتے ہیں ارے! یہ سب ایسے ہی ہیں، جیسے کرگس کو لاکھ سمجھاؤ مگر وہ مردہ خوری سے باز نہیں آتا۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جلال الدین رومی بھی کرگس تھا، میں بھی حسینوں کو تلاش کرنے کا ذوقِ عاشقانہ رکھتا تھا اگرچہ تلاش تو نہیں کرتا تھا مگر عاشقانہ ذوق رکھتا تھا، لیکن فرماتے ہیں کہ اپنے پیر و مرشد شمس الدین تبریزی کی صحبت کی برکت سے ؎

بازِ سلطانم گشتم نیک و پیم
فارغ از مردارم و کرگس نیم

اب میں بازِ شاہی ہوچکا ہوں یعنی اللہ پاک کا مقرب ہوچکا ہوں۔ اب میں نیک، پارسا اور بازِ سلطانی بن چکا ہوں اور مردہ کھانے سے فارغ ہوچکا ہوں، اے دنیاوالو! اب جلال الدین کرگس نہیں ہے، گدھ نہیں ہے جو مُردوں پر مرے۔

قیامت کے دن ہماری قیمت کیسے لگے گی؟

جو شخص مُردوں پر مرنے سے ابھی باز نہیں آرہا، اس کی روح کے پَر ابھی کرگسی پر ہیں، ابھی بازِ شاہی کے پَر سے وہ محروم ہے۔ لہٰذا جلدی کیجیے! اگر اسی حالت میں موت آگئی اور ان ہی مُردوں سے دل لگانے کی عادت پڑی رہی تو قیامت کے دن ہماری مٹی کی کیا قیمت لگے گی؟ مٹی مثبت مٹی حاصل مٹی۔ مٹی کا مکان، مٹی کی عورتیں، مٹی کے کھانے، سبھی ان ہی چکروں میں ہیں جن کی کوئی قیمت نہیں۔ اس لیے مجھے اپنا شعر یاد آرہا ہے ؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

اپنی زندگی کو قیمتی بنائیں، کب تک پریشان رہیں گے۔ میں آپ کو دعوتِ عیشِ دوجہاں دے رہا ہوں۔ میں آپ کو گناہ چھوڑنے کے غم میں مبتلا نہیں کررہا ہوں۔ واللہ! مسجد میں قسم کھا کر

کہتا ہوں کہ اللہ وہ مبارک گھڑی لائے کہ جس دن غیر اللہ قلب سے نکل جائے اور اللہ تعالیٰ سے دل و جان ایسے چپک جائیں جیسے کہ دو کاغذ میں گوند لگا دیا جائے تو وہ اکھڑ نہیں سکتے تو ان شاء اللہ تعالیٰ پھر آپ کی روح گناہ سے ایسا ڈرے گی کہ سانپ سے بھی کیا کوئی ڈرے گا اور گناہ سے پیشاب پاخانے سے بھی بدتر بدبو محسوس ہوگی لیکن یہ مقام اس درخت کو ملتا ہے جس کی جڑیں گہری ہو چکی ہوں، جس درخت کی جڑ جتنی گہری ہوگی اس کو اکھاڑنے والا بھی پسینہ پسینہ ہوگا اور درخت کو بھی پسینے آجائیں گے۔

حیاتِ تقویٰ سے ہی بہارِ حیات ملتی ہے

تو ہم کہتے ہیں کہ مبارک ہے وہ گھڑی کہ جب دل اللہ سے چپک جائیں پھر اُن کو اللہ سے الگ کرنے میں شیطان کو بھی پسینے آجائیں گے اور خود اس ظالم کو بھی پسینہ آجائے گا اور وہ اتنا پریشان ہوگا کہ کہے گا کہ توبہ بھئی! اس گناہ سے خدا بچائے، پھر خود ہی کہہ دوگے کہ اے دُشمنِ ایماں! ان حسینوں سے مت ملو، اے حسینو! ہم سے دور رہو۔ اللہ تعالیٰ یہ مقام، یہ مبارک گھڑی ہم سب کو نصیب فرمائے کہ ہماری ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں نہ گزرے اور ہماری ہر سانس حق تعالیٰ کی مرضیات اور ان کی خوشیوں پر فدا ہو جائے۔ پھر ان شاء اللہ حقیقی خوشی اللہ عطا کرے گا۔ جو خوشی کا خالق ہے، جو خوشی پیدا کرتا ہے وہ جس کو خوشی دیتا ہے وہ خوشی حقیقی ہوتی ہے۔ سن لو! گناہوں کی خوشی حرام خوشی ہے، لعنتی خوشی ہے، منحوس خوشی ہے، جسم وروح کو تباہ کرنے والی خوشی ہے، دنیا میں ذلیل کرنے والی ہے، جوتوں کی بارش کرانے والی ہے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ ہم سب اپنی جانوں پر رحم کریں اور اللہ کے قہر وغضب کے جوتے سے بچ جائیں۔ جتنی بھی منحوس خوشیاں ہیں جن سے اللہ کو ناراض کر کے ہم اپنا دل خوش کرتے ہیں ان سے ہم ڈر جائیں، اپنی جانوں پر ہم سب رحم کریں، اگر ہم لوگ اصلی بہار چاہتے ہیں، اللہ والی زندگی چاہتے ہیں، لیکن یہ جب ہی ہوگا جب اللہ توفیق دے گا۔ آہ! مولانا رومی فرماتے ہیں۔

بوئے آں دلبر چو پراں می شود

جب اللہ تعالیٰ کی خوشبو ذکر اللہ کی برکت سے عرشِ اعظم سے اُڑ کر فرش پر اللہ کے عاشقوں کے پاس آتی ہے۔

ایں زباں ہا جملہ حیراں می شود

تو دنیا کی تمام زبانیں حیران ہو جاتی ہیں۔ آہ! میں اپنے اللہ کے نام کی مٹھاس کو، اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کو کس لفظ سے ادا کروں، الفاظ نہیں ملتے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ ولایت اعلان کر رہی ہے۔

ایں زباں ہا جملہ حیراں می شود

کیا مرنڈا اور انڈا، بریانی اور کباب میں پڑے ہو۔

خوردن ریحان و گل آغاز کن

معدہ را از خوردن جو باز کن

اللہ کے ذکر کی غذا شروع کیجیے، پھر آپ دیکھیے کہ خوشی کا خالق آپ کے دل کو بے مثال خوشی عطا کرے گا، ایسی خوشی عطا کرے گا جس کی مثال نہیں ہوگی، کیوں کہ اللہ بھی بے مثال ہے، اس کا کوئی کفو نہیں ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو جو خوشی عطا کرتا ہے اس خوشی کا کوئی ہمسر نہیں ہے، اس خوشی کی کوئی مثال نہیں ہے نہ دنیا میں نہ آخرت میں، سوائے دیدارِ الٰہی کے۔ جنت کی ساری مخلوق سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نام میں لذت ہے۔ صرف ایک چیز جنت کی مستثنیٰ ہے اور وہ ہے دیدارِ الٰہی۔

اللہ کا دیدار! اللہ کے دیدار میں اتنا مزہ آئے گا کہ جنت کی کسی حور کا تصور، اس کا خیال بھی نہیں آئے گا۔ ارے میاں! کہاں خالق اور کہاں مخلوق۔

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

اس موضوع پر ایک شعر ہے۔

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے

اور اہلِ صفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

اللہ کی نافرمانیوں والے اعمال سے بچنا فرض ہے

لیکن یہ توفیق ایک جذبے سے ملے گی، اللہ ایک ہی جذبے سے ملے گا کہ ہم دل

سے ارادہ کرلیں کہ ہم اللہ کا غضب لانے والی تمام نافرمانیوں پر لات مارتے ہیں، حرام لذتوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے ربّ میرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

سوچئے کہ جس لذت سے آسمان والا اللہ ناراض ہو رہا ہے تو زمین والوں پر فرض ہے کہ اس گناہ کو چھوڑ دیں۔ گناہ چھوڑنے میں ہم کو غم نہیں ہوگا، نفس دُشمن کو غم ہوگا، ہم تو روح ہیں یعنی روح سے ہمارا وجود ہے، نفس تو ہمارا آپ کا دُشمن ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایسی خوشی عطا فرمائیں گے جس کا نام حلاوتِ ایمانی ہے۔ اللہ آپ کے دل میں اپنے نام کی لذتِ غیر فانی رکھ دے گا۔

ہماری نفسانیت ہمارے ارادوں کو پاش پاش کرتی ہے، اس لیے وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں ہم اللہ سے استعانت طلب کرتے ہیں اور مدد کی بھیک مانگتے ہیں، اِیَّاکَ نَعۡبُدُ میں عزمِ وفائے بندگی ہے، ارادۂ وفائے بندگی ہے اور وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ [1] میں اعترافِ شکست ہے۔

تیری ہزار برتری تیری ہزار رفعتیں
میری ہر ایک شکست میں میرے ہر ایک قصور میں

وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں اللہ کی عظمت کے جلوے ہیں کہ ہم خود سے آپ کا راستہ طے نہیں کرسکتے، اس لیے ہم آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ حصولِ نسبت کا نسخہ ہے

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر کچھ نہ پڑھو یہی پڑھتے رہو تو بھی اللہ کا راستہ طے ہوجائے گا ان شاء اللہ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کثرت سے پڑھتے رہو، ان شاء اللہ تعالیٰ! ہمارے ارادۂ وفائے بندگی میں، اللہ تعالیٰ کی عطائے وفائے بندگی نصیب ہوجائے گی۔ جب ان کی عطا ہوجائے گی، ان کی توفیق ہمارے شاملِ حال ہوجائے

[1] الفاتحۃ:۴

گی پھر ہم شیر ہو جائیں گے۔ اللہ کے راستے میں جتنے لومڑی ہیں وہ شیر طریقِ حق ہو جائیں گے۔

اب وہ شعر سنیے کہ کس جذبۂ دردِ دل سے مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے اس مضمون کو آراستہ کیا ہے کہ اے دنیا والو! ارادہ کرلو کہ ہم گناہوں کی خبیث بہاروں پر، نافرمانی کی خبیث لذتوں پر لعنت بھیجتے ہیں چاہے کچھ بھی ہو جائے، چاہے موت آجائے۔

کوئی مرتا کوئی جیتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

تقاضائے گناہ کو دبانے سے خوشبوئے محبتِ الٰہیہ پیدا ہوتی ہے

جس کا دل خدا کی یاد میں مست ہو جاتا ہے اس کی آنکھیں بھی مست ہو جاتی ہیں۔ جب شمس الدین تبریزی نے کہا کہ اے جلال الدین رومی! تم مجھ سے اتنا نیک گمان کیوں رکھتے ہو؟ میں تو ایسا آدمی نہیں ہوں جو تمہاری تربیت کے قابل ہو۔ تو مولانا نے کہا کہ اے میرے پیر و مرشد۔

بوئے مے را گر کسے مکنوں کند

اگر شراب پی کر کوئی اپنے منہ کی بدبو چھپالے۔

چشمِ مست خویشتن را چوں کند

لیکن وہ ظالم اپنی مست آنکھوں کو کیسے چھپائے گا؟ یہ محض ایک مثال ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ شراب پینا حلال ہو گیا۔

مولانا رومی نے مثال سے سمجھایا ہے کہ جس طرح دنیا کی شراب پینے والے کی آنکھوں کا خمار چھپ نہیں سکتا چاہے وہ کتنا ہی چھپائے، چاہے قسم اُٹھالے کہ نہیں میں نے نہیں پی، لیکن اس کی آنکھیں بتادیں گی کہ یہ کہاں سے مست ہوئی ہیں۔

ایسے ہی جو اللہ والا راتوں کو اللہ تعالیٰ کے نامِ پاک کی یاد کی برکت سے اللہ والی محبت کی پاک شراب پی کر آئے اور مجلس میں بیٹھے تو اس کی آنکھیں اللہ کی محبت چھپا سکتی ہیں؟ اللہ کی محبت کو کوئی چیز نہیں چھپا سکتی۔ سن لیجیے! اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

www.khanqah.org

جمال اس کا چھپائے گی کیا بہارِ چمن
گلوں سے چھپ نہ سکی جس کی بوئے پیراہن

اے کائناتِ عالم! اے دنیا کی رنگینیو! تم اللہ کی محبت کو چھپا سکتی ہو؟ اے ٹیڈیو! اور سینماؤ! اور خدا کی نافرمانی کے مراکز! تم اللہ تعالیٰ کے روحانی بندوں کی لذتوں کو ناچ گانے سے چھپا سکتے ہو؟

یہ فانی دنیائے چمن اللہ کے قرب کی بہاروں کو چھپا سکتی ہے؟ جب پھولوں سے اللہ کی خوشبو ظاہر ہو گئی حالاں کہ ان کے نیچے کھاد ہے، پھول اس بات کے مستحق تھے کہ اپنی جڑوں کی کھاد سے بدبو پھیلاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے دِکھا دیا کہ تم نے پھولوں کی جڑ میں کھاد ڈالی لیکن ہم نے اس کھاد کو استحالہ کرکے، تبدیل کرکے اپنی خوشبو سے پھولوں کے دامنوں کو خوشبو کی بھیک دے دی۔ لہٰذا تم اپنے گناہوں کی کھاد سے یعنی نفس کے گندے گندے تقاضوں سے کیوں مایوس ہوتے ہو، بس ان کو دبالو، جس طرح کھاد کو مٹی میں دبایا جاتا ہے تم بھی اپنی بُری خواہشات پر مٹی ڈال دو پھر یہ کھاد ایسا کام کرے گی کہ تمہاری زبان سے ہماری محبت کی خوشبو نکلے گی، تمہاری آنکھوں سے ہماری محبت کی خوشبو ظاہر ہو گی، جدھر سے گزرو گے وہاں ہمارے قرب کی خوشبو ظاہر ہو جائے گی۔

دنیاوی پھولوں کی جڑ میں کھاد ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پھولوں کو خوشبو سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے پھولوں سے ہمیں ایک سبق دیا ہے کہ جس طرح ہم ان کو خوشبو دیتے ہیں تم بھی نفس کے گندے گندے تقاضوں سے مایوس نہ ہو، صرف ان پر مٹی ڈال دو یعنی ان کے تقاضے پر عمل نہ کرو، تقاضا ختم کرنے کی کوشش نہ کرو، تقاضا تو رہے گا بس اس پر ہمارے خوف کی مٹی ڈالتے رہو، تم ان حسین چہروں سے صَرفِ نظر کرتے رہو، ان شاء اللہ! ان ہی گناہوں کے تقاضوں کو ہم کھاد بنا دیں گے اور تمہاری روح سے ہم اپنے تقویٰ کا پھل، پھول اور خوشبو تمہیں دیں گے۔

گلشنِ دل میں بہار کب آتی ہے؟

تو مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا یہ شعر ہے۔ اگر میری ایک آہ بھی اللہ تعالیٰ میرے دل میں اور آپ کے دلوں میں اُتار دیں تو ساری زندگی کے لیے یہی وعظ کافی ہے۔ دوستو!

ایک ہی قطرہ تو سیپ میں موتی بنتا ہے، سارا سمندر کا سمندر بادل بن کر برستا ہے لیکن سارے بادل کا پانی سیپ کے پیٹ میں جاکر موتی نہیں بنتا، صرف ایک قطرہ ہی موتی بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اختر کی کوئی آہ آپ کے دلوں میں اور ہمارے دلوں میں اپنی رحمت سے اُتار دے اور ہم سب کو صاحبِ آہ بنادے، صاحبِ نسبت بنادے تو وہ ایک آہ ہی کافی ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اب مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا وہ شعر سن لیجیے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، فرماتے ہیں کہ دیکھو! اپنی بُری خواہشوں کی فانی اور گندی بہاروں کو ختم کردو، کیسے؟

لیکن ان کا شعر سننے سے پہلے مولانا فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار سنیے جن میں حضرت فرماتے ہیں... آہ! جب کسی اللہ والے کو کوئی اللہ والا یا کوئی مناسبت والا راز داں ملتا ہے تب ان کا درد اور ان کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے، نا آشناؤں سے کہاں ظاہر ہوتی ہے۔

شاعری مدِّ نظر ہم کو نہیں
وارداتِ دل لکھا کرتے ہیں ہم

ایک بلبل ہے ہماری راز داں
ہر کسی سے کب کھلا کرتے ہیں ہم

ان کے آنے کا لگا رہتا ہے دھیان
بیٹھے بٹھلائے اُٹھا کرتے ہیں ہم

اب مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی کا شعر سنیے۔

سنیں یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں

گوشِ دل کے معنیٰ کیا ہیں؟ دل کے کان سے سنیے۔ اس کان سے تو کافر بھی سنتا ہے، آپ بحیثیتِ مؤمن دل کے کان سے سنیے، ایک اللہ والے کا کلام ہے۔

سنیں یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں
میں ان پر مر مٹا تب گلشنِ دل میں بہار آئی

اگر ہم سب دل کے گلشن کی بہار چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نام پاک پر اپنی بُری خواہشات کو قربان کر دیں۔ صحابہ نے جان دی تھی، صحابہ نے شہادت کے خون بہائے تھے، ہم آپ گندے تقاضے کے کنکر پتھر ہی خدا کی راہ میں دے دیں، نبیوں نے اپنا خونِ نبوت راہِ خدا میں فدا کیا، صحابہ نے اپنا خونِ صحابیت راہِ خدا میں لٹایا، وہ اللہ اتنی قیمتی ذات ہے، اتنی قیمتی ذات ہے، اتنی قیمتی ذات ہے جس پر پیغمبروں کے خون بہتے ہیں پھر بھی نبی کہتے ہیں کہ اے خدا! تیری محبت کا حق ہم سے ادا نہیں ہوا لیکن آج رونے کا مقام ہے کہ ہم گناہوں کے کنکر پتھر بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ خدائے تعالیٰ ہماری جانوں پر رحم فرمائے۔

بس دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے عمل کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے دل کے اندر اللہ ان باتوں کو اتار دے، اپنے ان مقبول بندوں کی باتیں سنانے کے صدقے میں اے اللہ! اختر کے دل میں بھی اور میرے سامعینِ کرام کے دل میں بھی اپنی محبت کا ایک ذرّۂ دردِ دل عطا کر دے۔

جو درد تو نے بابا فرید الدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا، جو درد تو نے جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا، جو درد تو نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب فرمایا اور جو درد تو نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو دیا، حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا، ہمارے سارے صوفیا سلف کو عطا فرمایا، اللہ ان بزرگوں کے صدقے میں جو چاروں سلسلوں کا مرکز ہیں، ان چاروں سلسلوں کے اولیائے کرام کے صدقے میں ہم سب کو اپنی محبت کا درد عطا فرما دیجیے، اپنے کریم ہونے کے صدقے میں ہم کو عطا فرما دیجیے، ہمارے سینے تو اس کے اہل نہیں ہیں لیکن آپ کریم ہیں، کریم کی تعریف محدثین نے یہ بیان کی ہے کہ جو نالائقوں پر بھی مہربانی کر دے۔ لہٰذا یا اللہ! ہم اپنی نالائقی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے آپ کے اولیاء کے دردِ دل کی بھیک مانگتے ہیں، اپنے دوستوں کی زندگی ہم کو بھی عطا فرما دیجیے۔

اے خدا! اپنے نافرمانوں اور کافروں کی زندگی سے ہم کو پاکی اور طہارت نصیب فرمایئے اور ہم سب کو سو فیصد اپنے اولیائے صدیقین کی حیات نصیب فرمایئے۔

ان دوستوں کے اعمال و اخلاق اور جذبۂ دل اور اپنی راہ میں تمام گناہوں کو چھوڑ

دینے کی توفیق بھی نصیب فرمایئے اور آپ کے اولیاء جس طرح آپ کو محبت سے، چشمِ اشکبار سے، تڑپتے ہوئے دل سے یاد کرتے ہیں ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمادیجیے کہ ہم بھی آپ کو اسی دردِ دل سے یاد کریں، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ وَبِحَقِّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ مَلِيْكٌ مُّقْتَدِرٌ مَّا تَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ يَّكُوْنُ اَسْعِدْنَا فِي الدَّارَيْنِ وَكُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا وَانْصُرْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْنَا وَاَعِذْنَا مِنْ هَمِّ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

۞ ۞ ۞ ۞

دیدۂ اشک باریدہ

لذتِ قربِ خدا مستِ گریہ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اختر

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد ورفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات وملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال ودولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفیدنہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کرلے۔“

❁❁❁❁

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❁❁❁❁

www.khanqah.org

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے مایوسی کو حرام فرمایا ہے کیوں کہ اس سے بندہ اللہ سے دور ہوجاتا ہے، دوبارہ اللہ کا قرب پانے کو ناممکن سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے اتنے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ یہ مایوسی اللہ کی محبت اور قرب کے لیے حجاب بن جاتی ہے۔ اس حجاب کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بندوں کی تسلی کا مضمون "اے میرے گناہ گار بندو! میری رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہونا" کے الفاظ سے نازل فرمایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان شانِ کرم ہے کہ گناہ میں ملوث بندوں کو میرے بندے کہہ کر مخاطب فرمارہے ہیں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ "طلوعِ آفتابِ امید" میں قرآن و حدیث میں وارد مضامین کی روشنی میں گناہوں پر نادم بندوں کو توبہ کرنے پر اللہ کی رحمت و مغفرت سے وہ وہ امیدیں دلائی ہیں جنہیں پڑھ کر ایسا کوئی نہیں ہوگا جو آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے خزانے حاصل نہ کرلے۔

www.khanqah.org

ناشر
کتب خانہ مظہری